اکائی 5 ۔ اندلسی ادب کی عمومی خصوصیات

اکائی کے اجزاء

5.1 مقصد
5.2 تمہید
5.3 اندلسی شعر کی خصوصیات
5.4 موسیقی سے دلچسپی
5.5 اندلسی شاعرات کی شعری خصوصیات
5.6 فطری مناظر پر شاعری اور اس کی خصوصیات
5.7 روضیات
5.8 زہریات
5.9 ثمریات
5.10 مائیات
5.11 موشحات اور اس کی خصوصیات
5.12 زجل اور اس کی خصوصیات
5.13 شعر گوئی اور اسلامی بحریہ
5.14 شعر گوئی اور سقوط اندلس
5.15 اندلس میں فنی نثر اور اس کی خصوصیات
5.16 اندلس میں ادبی تالیفات اور ان کی خصوصیات
5.17 اندلس میں قصہ نویسی
5.18 خلاصہ
5.19 نمونے کے امتحانی سوالات
5.20 فرہنگ
5.21 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

5.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ اندلسی ادب اوراس کی ادبی خصوصیات سے واقف ہو جائیں گے۔

5.2 تمہید

اس اکائی میں یہ بیان کیا جائے گا کہ اندلسی ادب میں شعراءاور شاعرات نے کن کن موضوعات پر شاعری کی ہے، اوران کے اشعار کی ادبی خصوصیات کیا کیا ہیں، یہ بھی بیان کیا جائے گا کہ اندلس میں نثری ادب پر کیا کیا کام ہواہے اوراس کی ادبی خصوصیات کیا کیا ہیں۔

5.3 اندلسی شعر کی خصوصیات

شعر کی قدر ومنزلت اہل اندلس کے نزیک بہت زیادہ تھی، جو شخص بھی شعروشاعری سے شغف رکھتا تھا سماج میں اس کی بڑی قدر ومنزلت ہوتی تھی، یہی وجہ ہے کہا اندلسی معاشرے میں مختلف مذاہب وادیان سے تعلق رکھنے والے شعروشاعری کو اپنی عظمت اور مقام ومرتبہ حاصل کرنے کا ذریعہ بناتے تھے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اندلس میں غیر مسلم شعراء وشاعرات نے بھی عزت وشہرت حاصل کی ہے، جیسے قسمونۃ بنت اسماعیل حمدونۃ بنت زیاد، اندلس کے حکمرانوں کے دربار میں شعراء کی بڑی قدر ومنزلت ہوتی تھی، ان کے لئے وظائف مقرر ہوتے تھے، ایسے شعراء جن کی شاعری زیادہ پسند کی جاتی تھی، وہ امراءاور حکمرانوں کی عظیم الشان محفلوں میں شعر سناتے تھےاور خوب دادتحسین وصول کرتے تھے۔

5.4 موسیقی سے دلچسپی

شروع شروع میں اندلس کاایک اہم شہر قرطبہ موسیقی اور غناء کے لئے جانا جاتا تھا،لیکن بعد میں اس فن کی عظمت اورشہرت اشبیلیۃ کی طرف منتقل ہوگئی، جبکہ قرطبہ علوم وفنون کی تعلیم وتدریس اور ہنر وپیشہ کی تربیت کے لئے مشہور ہوگیا، اوراندلس میں یہ شہر علم وفن کا مرکز بن گیا، قرطبہ اور اشبیلیۃ کے باشندوں کے درمیان رقابت سی ہوگئی، اہل قرطبہ اپنے شہر قرطبہ پر فخر کرنے لگےاور اشبیلیۃ کے باشندے اس کی شہرت کی قسمیں کھانے لگے، حتی کہ رقیبانہ گفتگو کے درمیان قرطبہ کےایک شخص نے اشبیلیۃ کے شہری سے کہا: اشبیلیۃ میں کسی عالم کا انتقال ہوتا ہےاوراس کی کتابوں کوفروخت کرنے کی نوبت آتی ہے توانہیں قرطبہ کے بازار میں منتقل کردیا جاتا ہے، اور جب قرطبہ میں کسی گویّے کی موت ہوتی ہے تو اوراس کے آلات موسیقی کوفروخت کرنے کے لئے اشبیلیۃ کے بازار میں منتقل کردیا جاتا ہے، اندلس میں شعری ادب کی ایک خاص صنف موشحات کے ظہور کا پس منظراہل اندلس کی گیت اور موسیقی سے دلچسپی ہےاہل اندلس میں ظرافت اور مزاح کا ذوق بھی خوب پایا جاتا تھا، اہل ظرافت شعراء میں سے جوسب سے زیادہ نمایاں تھااور جس نے ظرافت اور فکاہت کے اشعار زیادہ کہے ہیں وہ خلف بن فرج الالبیری تھا جوسمیسر کے نام سے معروف تھا۔

5.5 اندلسی شاعرات کی شعری خصوصیات

وادی الحجارۃ کی شاعرات میں سے حفصہ الحجاریۃ ہے،اس کی شاعری میں لفظ کی لطافت، الفاظ کی عمدہ بندش، شیریں اسلوب پایا جاتا ہے، اسی نے پہلے اندلس میں غزل میں طبع آزمائی کی ہے،لیکن ذرا نرم لب ولہجہ میں لطافت کے ساتھ، باوقار انداز میں یعنی قدم پھونک کر رکھتے ہوئے، گویاوہ مستقبل کی شاعرات کے لئے راہ ہموار کررہی ہے، پھرام العلاء بنت یوسف ہے، یہ اندلس کی شاعرات میں پہلی شاعرۃ ہے جوذرابلند حوصلگی کے ساتھ اشعار کہتی ہوئی نظر آتی ہے اس نے گویاعورت کی عظمت کونمایاں طور پر بیان کیا ہے،اس کی شاعری میں عورتوں کی عظمت کے اظہار کے ساتھ ساتھ لطافت اور نزاکت کا اظہار بھی پایا جاتا ہے جو بہت ہی متوازن لگتا ہے، جنوب مشرق اندلس کے المریۃ شہر میں تین چار

شاعرات جو ہم عصر ہیں پانچویں صدی میں نظر آتی ہیں ،غسانیۃ بجانیۃ خوبصورت الفاظ اور شیریں اسلوب میں پاکیزہ اور صاف ستھری غزل کہتی ہوئی نظر آتی ہے لیکن زینب المریۃ اس سے زیادہ بلند حوصلگی کے ساتھ اشعار کہتی ہے، یہ بالکل مردوں کی طرح غزل کہتے ہوئے شکوہ وشکایت کرتی ہے۔

اشبیلیۃ کی شاعرات اندلس کی دیگر شاعرات سے ذرا مختلف ہیں اوران کی خصوصیات ہیں عفت ،حیاء، وقار،اور عظمت و بڑائی ، یہ درست ہے کہ شاعرۃ قمر ابراہیم بن حجاج کے محل میں نازک اور لطیف قسم کے اشعار پڑھتی تھی ،اور بہت عمدہ لحن میں خوبصورت آواز میں اشعار پڑھتی تھی لیکن یہاں ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کنیزوں کے ادب کی نمائندگی کرتی تھی ، وہ مشرق سے آئی تھی ، جہاں تک ان شاعرات کی بات ہے جو اشبیلیۃ ہی میں پیدا ہوئیں ،تو ان میں سے ایک مریم بنت ابی یعقوب ہے جس نے حکمرانوں کی تعریف کی ،لیکن پوری شوکت اور عظمت کے ساتھ، وہ سلیقہ مندی کیساتھ اشعار کہتی ہے، اس کی شاعری میں کوئی بناوٹ نہیں ہے۔ مریم کی طرح بثینۃ بھی پروقار شاعری کرتی ہے، وہ قید و بند کی صعوبت بھی برداشت کرتی ہے اور شادی کے لئے اپنے والد سے اجازت طلب کرتی ہے بالاخرا سے اجازت مل جاتی ہے، چھٹی صدی میں اسماء العامریۃ بھی ہے، یہ بھی عفت و پاکدامنی میں اور پروقار شاعری میں مریم اور بثینۃ کی طرح ہے۔

قرطبہ کی شاعرات کو دیکھا جائے تو ان کی تعداد بہت کم نظر آتی ہے، خصوصا اندلس کی راجدھانی ہونے کے لحاظ سے، لیکن عربی ادب کی تاریخ میں قرطبہ کی شاعرات کی بڑی شہرت ہے اور ان کا مقام بہت بلند ہے، جیسے ولادۃ، اور بجا طور پر اس کی شہرت کی ایک وجہ وزیر شاعر ابو الولید احمد بن زیدون ہے، لیکن اس کے باوجود ولادۃ کی شاعری میں گہرائی ہے، غزل کی لطافت ونزاکت اور معنی کی قوت پائی جاتی ہے، اس کی ہجو گوئی بہت فحش ہوتی ہے، اسی طرح عائشۃ القرطبیۃ کی بھی عربی ادب کی تاریخ میں بڑی شہرت ہے، اس کا فن مشرق کے شعراء سے ملتا جلتا ہے حالانکہ وہ قرطبہ کے ماحول میں پلی بڑھی، اس کے اشعار میں سلاست وروانی ہے، قوت اور متانت ہے، خواتین کی عظمت کا اظہار ہے، وہ برجستگی کے ساتھ اشعار کہتی تھی ،اس کی شاعری میں پاکیزگی اور سلیقہ اور تہذیب کی جھلک نظر آتی ہے، ام الھناء القرطبیۃ کے اشعار کم دستیاب ہیں، اس کی غزل محتاط نظر آتی ہے اس میں کنواریوں کی شرم وحیا کی پاکیزگی نظر ہے، وہ لطیف اور انوکھے اسلوب میں پاکیزہ اشعار کہتی ہے۔

غرناطہ سے چار اہم شاعرات ادبی افق پر آب وتاب کے ساتھ چمکتی ہوئی نظر آتی ہیں، حمدونۃ بنت زیاد، اس کی بہن زینب ،نزھون القلاعیۃ ،حفصہ بنت الحاج جو حفصہ الرکونیۃ کے نام سے معروف ہے، حمدونۃ اندلس کی شاعرات کے درمیان وہی مقام رکھتی ہے جو مقام اندلس کے شاعروں کے درمیان ابن خفاجۃ کو حاصل ہے، حمدونۃ محاسن فطرت کو بڑی عمدگی کے ساتھ بیان کرتی ہے، چنانچہ اس کی شاعری میں شیرینی پائی جاتی ہے، وہ عشق ومحبت کا اظہار بڑے سلیقے سے کرتی ہے، نزھون کی شاعری میں فحش اور انحراف پایا جاتا ہے، چھٹی صدی میں غرناطہ میں ایک بڑی شاعرہ کا ظہور ہوتا ہے، جس کو ادبی دنیا حفصہ الرکونیۃ کے نام سے جانتی ہے، یہ عبدالمؤمن کی خواتین کی تعلیم وتربیت پر مامور تھی ،لیکن اس کا بیٹا اس شاعرہ کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے، تاہم یہ شاعرہ خود وزیر ابو جعفر بن سعید سے محبت کرتی ہے یہ اپنے محبوب کی محبت میں بہت کھل کر غزل کہتی ہے جذبات کو برانگیختہ کرنے والے اشعار کہتی ہے، یہ عربی شاعری میں ایک نئے اسلوب کو اختیار کرتی ہوئی نظر آتی ہے، اس کی شاعری میں روشن خیالی ہے، اسلوب میں جدت ہے، اور عشق ومحبت کا بیان ہے۔

الغرض یہ کہا جاسکتا ہے کہ اندلس کی شاعرات نے اپنے لئے عربی شاعری میں وسیع جگہ بنائی ہے، انہوں نے بہت زیادہ اصناف سخن میں شاعری نہیں کی ہے، ان کی شاعری زیادہ تر غزل، مدح، فطرت کے محاسن کا بیان اور ہجو گوئی ہوتی ہے، ان میں سے بعض شاعرات عفت و پاکدامنی اور

ادبی لطافت، سلیقہ مندی جیسے اوصاف سے متصف نظر آتی ہے، اندلسی شاعرات ہجو گوئی میں فحش کو چھو جاتی ہے۔

5.6 فطری مناظر پر شاعری اور اس کی خصوصیات

اندلس میں اسلامی ریاست کافی عروج پر پہنچی ہوئی تھی خوشحالی، اور علوم وفنون کی ترقی بلندی کو چھو رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے اندلس کی سرزمین کو فطری محاسن اور حسن و جمال سے مالا مال کر رکھا تھا، شعراء اپنے اشعار میں فطری محاسن کو بڑے سلیقہ سے بیان کیا کرتے تھے، وہ انسانی زندگی کے مسائل کو بھی اپنی ادبی کاوشوں میں بیان کرتے تھے۔

اندلسی ادب پر مشرق کی چھاپ نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہے چنانچہ مشرق اور مغرب کے درمیان علمی ادبی اور اقتصادی مقاصد کے لئے اسفار کثرت سے ہوا کرتے تھے، اندلس کی ادبی کتابوں میں ان ادباء اور شعراء کے بارے میں تذکرے ملتے ہیں جو مشرقی شعراء کی محفلوں میں شرکت کے لئے بغداد کا سفر کیا کرتے تھے، یا اندلس کے بڑے شعراء کے اشعار سنانے کے لئے جاتے تھے، اندلسی شعراء کے دلوں میں بڑی آرزوئیں ہوتی تھیں کہ وہ اپنے وطن کو جائیں، وہ اکثر اپنے وطن کی یادوں میں رہتے تھے، وہ اپنے آباء واجداد کو اور اپنے وطن کی چیزوں کو یاد کرتے تھے، وہ اپنے اشعار میں وطن عزیز کی یادوں کو متاثر کن انداز میں بیان کرتے تھے، اسی بنا پر اندلسی ادب پر مشرق کی چھاپ نظر آتی ہے، اور اندلسی ادباء وشعراء مشرقی ادیبوں اور شاعروں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نظر آتے ہیں، اندلس میں شعری فنون میں اس وقت پختگی آتی ہے جبکہ اس سے بہت پہلے مشرق میں شعری فنون اوج کمال پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں، اندلس میں فطری محاسن کو اشعار میں اس زمانے میں پیش کیا جارہا ہے، جب کہ حلب میں یہ فن اپنے عروج پر پہنچا ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ شعری فنون زہریات مائیات اور ثلجیات وغیرہ کا ذکر اندلس میں پانچویں صدی میں نظر آتا ہے، جبکہ اس سے بہت پہلے حلب میں یہ فنون اپنی بلندی پر تھے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ پانچویں صدی سے پہلے شاعری میں فطرت کی عکاسی کی روایت اس سے پہلے بالکل نہیں تھی، چوتھی صدی میں کچھ ایسے شعراء ملتے ہیں جو محاسن فطرت کو بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن اسے ہم اس راہ میں ابتدائی کوشش قرار دے سکتے ہیں، شعراء اور ادیب اکثر اجتماعی زندگی کی عکاسی کرتے ہیں، یا وہ فطری محاسن کے ترجمان بن جاتے ہیں، اندلس کی سرزمین کو قدرت نے فطری محاسن سے آراستہ کر دیا ہے، چنانچہ اندلسی ادب میں وہاں کے فطری محاسن کا تذکرہ بہتر طور پر نظر آتا ہے، جس میں مبالغہ کی بجائے حقیقت بیانی نظر آتی ہے۔

5.7 روضیات

محاسن فطرت کا شاعر جب فطری محاسن کو بیان کرتا ہے تو اس مقصد کے لئے وہ ہر اس منظر کو بیان کرتا ہے جو مجموعی طور پر فطرت کے حسن و جمال کو نمایاں طور پر بیان کرتا ہے، ایک شخص جب فطری محاسن پر طائرانہ نظر ڈالتا ہے تو اسے یہ نظر آتا ہے کہ ہر طرف مختلف اقسام کے رنگ ہیں، قسم قسم کے اور رنگ برنگ کے پھول ہیں، مختلف اقسام کے پیڑ پودے ہیں، ہرے اور سبز خوبصورت پتے ہیں جس کا حسن و جمال نگاہوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے، پتلی پتلی شاخیں ہیں، جو الگ الگ قدرتی ہیئت پر پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں، بہتی ہوئی نہر ہے، جس کا صاف وشفاف پانی ماحول کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہا ہے، فضا صاف اور معتدل بنائے ہوئے ہے، قسم قسم کے خوبصورت پرندے درخت کی ٹہنیوں پر چہچہا رہی ہیں۔

اندلس کا ماحول ان تمام محاسن فطرت سے مالا مال ہے اور اندلسی شعراء ان تمام محاسن کو بڑی خوبی سے اپنے اشعار میں بیان کرتے ہیں اور اس کے لئے وہ خوبصورت تشبیہ اور استعارہ سے کام لیتے ہیں، شیرین الفاظ، عمدہ ترکیب استعمال کرتے ہیں، سننے والے کان آواز کی مٹھاس اور

تمام اطراف کا سفر کرتا ہے وہ شمال افریقہ اور مصر کا سفر کرتا ہے، جمالِ فطرت اسے اس قدر برانگیختہ کر دیتی ہے کہ جب وہ اپنے اشعار میں فطری محاسن کو بیان کرتا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ گویا ایک ماہر مصور ہے جس نے فطری محاسن کو الفاظ وترکیب کے عروسی لباس سے آراستہ کر دیا ہے، فطری محاسن کو بیان کرنے والے شعراء میں اندلس میں سب سے نمایاں نام ابن خفاجۃ کا ہے اور پھر اس کے بعد ابن الزقاق کا نام آتا ہے بارش کے بعد پہاڑی ٹیلوں کو دیکھ کر ابن زقاق خود پر قابو نہیں رکھ پاتا ہے اور اس خوبصورت منظر کی عکاسی اپنے اشعار کے ذریعہ کرتا ہے، اور فطری بات ہے کہ بارش کے بعد باغ کے خوبصورت منظر سے زیادہ خوبصورت منظر اور کون سا ہو سکتا ہے؟ ابن خفاجۃ ایک درخت کے نیچے ٹھہرتا ہے اور اس درخت کے محاسن کو اور ماحول کی خوبصورتی کو بڑے انوکھے اسلوب میں بیان کرتا ہے۔

5.8 زہریات

اندلسی شعراء نے خوبصورت پھولوں کے بارے میں اشعار کہے، اور کسی مخصوص پھول کے بارے میں کثرت سے اشعار پائے جاتے ہیں جیسا کہ فطری محاسن کو بیان کرنے والے حلب کے شعراء کرتے ہیں انہوں نے گلاب، نرگس، نیلوفر، یاسمین وغیرہ کے محاسن بیان کئے ہیں البتہ اندلسی شعراء نے پھولوں کے محاسن بیان کرنے کے لئے محفلوں کا انعقاد نہیں کیا ہے، یعنی اجتماعی طور پر پھولوں کے محاسن بیان کرنے کا کوئی مقابلہ کی مجلس منعقد نہیں کیا ہے، ابن حمدیس ایک پھول کو مرجھاتا ہوا دیکھ اس پر افسوس کرتے ہوئے اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتا ہے، جب وہ دیکھتا ہے کہ پھول خوبصورت تو ہے لیکن خوشبو سے خالی ہے، تو اس کی ہجو بھی کرتا ہے، ، اندلس میں گلاب کا پھول کثرت سے پایا جاتا ہے، اسی بنا پر اندلسی شعراء جس قدر اشعار گلاب کے بارے میں کہے ہیں اتنے اشعار دوسرے پھولوں کے بارے میں نہیں کہے، حکمراں کا ایک بیٹا ابوالولید اسماعیل بن حبیب نے ایک گلاب اپنے والد کو بھیجا اور وہ اس گلاب کے محاسن بیان کرتے ہوئے اپنے ممدوح کے بھی محاسن بیان کرتا ہے۔

اندلسی شعراء نے نرگس کے بارے میں زیادہ اشعار نہیں کہے، البتہ یہاں یاسمین کے بارے میں زیادہ اشعار ملتے ہیں، شعراء کے یہاں نلوفر کی بڑی اہمیت ہے اندلسی ادیبوں نے اسے پسند کیا ہے، معتمد بن عباد اس کے محاسن بڑی مہارت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

5.9 ثمریات

یہ بات غیر فطری ہوگی کہ اندلسی شعراء باغات اور پھولوں کے محاسن کو بیان کریں اور میٹھے خوش رنگ اور شیریں پھلوں کا ذکر نہ کریں، اندلسی شعراء نے باغات، اور پھولوں کے محاسن بیان کرنے کے ساتھ ساتھ خوش رنگ اور خوش ذائقہ پھلوں کے محاسن بھی بیان کئے ہیں سیب، نارنگی، اور انار وغیرہ جیسے پھلوں کا تذکرہ اندلسی شعراء نے اپنے اشعار میں کیا ہے، گو باغات اور پھولوں کے مقابلہ میں پھلوں کا تذکرہ کم ہی کیا ہے خصوصا نارنگی ، جس کا رنگ بہت خوش نما ہوتا ہے جب وہ درخت کی شاخوں پر لگا ہوتا ہے تو دیکھنے والوں کو مسحور کر دیتا ہے، اور اسی بنا پر شعراء کی نظر میں یہ پھل زیادہ ہی پرکشش اور جاذب نظر مانا جاتا ہے ابن خفاطۃ نے اپنے خاص اسلوب میں نارنگی کے اوصاف بیان کئے ہیں، شاعر احمد بن محمد نے انار کے اوصاف بیان کئے ہیں، ایک شاعر احمد بن شقاق کی نظر جب کالے انگور پر پڑی جو سبز پتوں میں چھپا ہوا تھا، تو اس نے اس خوبصورت منظر کو اپنے الفاظ ادبی ذوق کے سانچے میں ڈھال دیا۔

5.10 مائیات

سرزمین اندلس کے ماحول کی خوبصورتی اور اس سرزمین کی شادابی اور خوشحالی ان نہروں کی مرہون منت ہیں جو اندلس کے شہروں کے اطراف

سے گذرتی ہیں، جو اندلس شہر کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیتی ہیں، مشرق ومغرب، شمال اور جنوب ہر طرف پانی کی برکات نظر آتی ہیں، خوبصورت باغات اور ان میں قسم قسم کے پھولوں کا تبسم نہر کے صاف وشفاف پانی کی بدولت ہی ہے، ترقی یافتہ اندلس میں حکمرانوں نے نہروں کے پانی کو اپنے محلات تک کھینچ لایا، جو محلات کے اطراف میں باغات کی خوبصورتی کو جاذب نظر بنا دیتا ہے، قرطبہ، اشبیلیۃ اور غرناطہ کی سرسبز وشادابی انہیں نہروں کی مرہون منت ہے، متعدد نہریں جن سے چھوٹے چھوٹے تالاب وحوض نکلتے ہیں جن سے مختلف باغات کو سینچا جاتا ہے، جو پرندوں کے لئے حیات بخش ہے اور جن سے اندلس کا سارا ماحول فطری محاسن سے معمور نظر آتا ہے، محمد بن صارۃ الشنترینی ایک تالاب کے محاسن بہت خوبصورت پیرائے میں بیان کرتا ہے، ابن حمدیس نے افریقہ میں متوکل بن اعلی الناس کے محل مین واقع ایک تالاب کے محاسن کو بیان کیا ہے، ابو عبداللہ محمد بن غالب البلنسی الرصافی نے نہروں کے محاسن کو بہت خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

نہروں کے کنارے پر آباد لوگ نہروں میں مدوجزر کے حسین مناظر کو دیکھتے ہیں تو وہ ان سے بہت لطف اندوز ہوتے ہیں اور یہ مناظر ان کے لئے بہت دلفریب ہوتے ہیں، ہر نہر میں مدوجزر نہیں ہوتے لیکن اندلس کے اکثر نہروں میں مدوجزر کے مناظر دیکھے جاسکتے ہیں، نہروں میں مدو جزر کے یہ حسین مناظر شعراء کے ادبی ذوق کو برانگیختہ کرنے کے لئے کافی ہوتے ہیں، چنانچہ اندلس کے شعراء نے نہروں میں مدوجزر کے حسین مناظر کو اپنے انوکھے ادبی اسلوب میں بیان کیا ہے، ابوالحسن محمد بن سفر اشبیلیۃ کی نہر میں مدوجزر کے دلفریب مناظر کو اپنے اشعار میں لطیف اور نازک اسلوب میں بیان کیا ہے، عبدالغفار بن ملیح الدوری نے بھی نہر میں مدوجزر کے حسین مناظر کو بیان کیا ہے، اور اس نے کہا ہے کہ نہر کا پانی جزر کی حالت میں گویا اس بارش کی طرح ہے جو اپنے محبوب سے جدائی کا الم جھیل رہا ہے، یعنی وہ باغات سے دور ہے اور مد کی حالت میں نہر کا پانی گویا ٹہنیوں سے ملاقات کرتا ہے، الغرض اندلس میں فطری محاسن بیان کرنے والے شعراء نے نہر کے پانی کی مختلف کیفیات کو بہت ہی اچھے اسلوب میں بیان کیا ہے جس سے ان شعراء کے خیالات کی عکاسی ہوتی ہے ان کی طبیعت کی فیاضی اور ان کے معانی کی وسعت کا اظہار ہوتا ہے، اور ان کی باوقار شخصیت کا اظہار ہوتا ہے۔

5.11 موشحات اور اس کی خصوصیات

عربی شاعری میں یہ ایک جدید فن ہے، جو عربی غنائی شعر کی قسموں سے مختلف ہے، ابن سناء الملک نے کہا کہ موشحات ایک مخصوص وزن پر منظوم کلام کا نام ہے، تاکہ اس میں زندگی کے مخصوص حالات کی عکاسی کی جائے، اس فن کی ایجاد اندلس میں ہوئی اور موشحات کا موجد ابن خلدون کے بقول مقدم بن معافی القبری ہے، ابن بسام نے لکھا ہے کہ موشحات کا موجد محمد بن محمود ہے، لیکن راجح یہ ہے کہ موشحات کا موجد مقدم بن معافی ہی ہے، انیسویں صدی کے وسط میں موشحات عربی ادبی ذخیرے میں شامل ہوا، ایک ترقی یافتہ سماجی زندگی میں موشحات نے اپنی قدر و قیمت اور پہچان بنائی ہے، موشحات کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اوزان وقوافی کی آزادی ہے، اس میں جدید اوزان وقوافی پیش کئے گئے ہیں جو روایتی قصائد کے قوافی کو نظرانداز کردیتے ہیں، شروع شروع میں موشحات کا اصل موضوع غزل گوئی ہی رہا ہے، لیکن بعد میں اس میں دیگر موضوعات جیسے مدیح، ہجا، تعریف وتوصیف بھی شامل ہوگئے، ایک موشح میں کئی اوزان اور ایک سے زیادہ قوافی ہوتے ہیں، موشحات کے شعراء میں سے چند نام یہ ہیں: ابوبکر عبادۃ بن ماء السماء عبادۃ القزاز جو معتصم بن صمادح کے دربار کا شاعر تھا، ابن لبانۃ، اعمی التطیلی جو مرابطین کے عہد کا موشحات کا سب سے بڑا شاعر تھا، ابن البقی، ابن باجۃ وغیرہ، ہر موشح کی بناوٹ اور ترکیب میں بنیادی طور پر سات اجزاء شامل ہوتے ہیں: ۱۔ مطلع یا مذہب ۲۔ دور ۳۔ سمط ۴۔ قفل ۵۔ بیت ۶۔ غصن ۷۔ خرجۃ، موشح میں شاعر عامی الفاظ بھی استعمال کیا کرتے ہیں بلکہ بعض عجمی الفاظ بھی

استعمال کئے جاتے ہیں۔

اندلسی ادب کی ایک اہم خصوصیت اندلسی شاعری میں موشحات کا ظہور ہے،موشحات کا آغاز گیت کے لئے ہوا تھا،اسی بنا پر شروع شروع میں موشحات کا مرکزی موضوع غزل ہی رہا،غزل اور گیت کو بہت حد تک شراب سے نسبت ہے، بلکہ شراب غزل اور گیت کہنے والے شعراء کی اولین پسند ہے، چنانچہ غزل اور شراب گویا ایک ہی موضوع ہو گئے، یہی وجہ ہے کہ اندلسی لوگ خوبصورت باغ میں یا بہتی ہوئی نہر کے ساحل پر غزل، گیت اور شراب کی محفل منعقد کیا کرتے تھے،اندلس فطری محاسن سے مالا مال سرزمین ہونے کے لحاظ سے اندلس کے لوگ جمالِ فطرت کے تذکرے سے لاتعلق نہیں رہ سکتے تھے، چنانچہ وہ موشحات میں غزل اور گیت کہنے کے ساتھ ساتھ فطری محاسن کو بھی بیان کرنے لگے،اور پھر غزل اور گیت کے ساتھ فطری محاسن کا بیان بھی موشحات کے موضوعات میں شامل ہو گیا،اور جب اندلسی ادب میں موشحات کو ایک مخصوص شعری فن کی حیثیت سے قبول عام حاصل ہو گیا تو وہ تمام شعری موضوعات کو موشحات میں بیان کرنے لگے،تعریف وتوصیف،عید کے موقع پر مبارکباد دینا،مرض سے شفا پانا،تصوف، مرثیہ،ہجو وغیرہ ان تمام مضامین کو موشحات میں جگہ ملنے لگی،اور موشحات کے لئے موضوع میں کافی وسعت پیدا ہو گئی۔

موشحات کی ساخت عربی ادب کی عام شعری اصناف کے برعکس مختلف ہوتی ہے،ایک موشح میں متعدد اوزان اور متعدد قافیے ہوتے ہیں، گویا اس میں علم عروض کے اعتبار سے تنوع پایا جاتا ہے جس سے موسیقیت میں تنوع پیدا ہوتا ہے، اور موسیقیت موشحات کی خاص پہچان ہے،ابن سناء موشحات کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں: موشح مخصوص وزن پر منظوم کلام کا نام ہے، یہ زیادہ تر چھ اقفال اور اور پانچ ابیات پر مشتمل ہوتا ہے،اور اسے تام کہا جاتا ہے،اور کبھی پانچ اقفال اور پانچ ابیات پر مشتمل ہوتا ہے اور اسے اقرع کہا جاتا ہے،تو تام وہ ہے جو اقفال سے شروع ہو اور اقرع وہ ہے جو ابیات سے شروع ہو۔

موشحات کی ساخت اور ان کے اجزاء کچھ اس طرح ہیں:

(۱) مطلع یا مذہب (۲) دور (۳) سمط (۴) قفل (۵) بیت (۶) غصن (۷) خرجۃ

(۱) مطلع یا مذہب: موشحۃ کے مطلع کو مذہب بھی کہا جاتا ہے، یہ عام طور سے دو یا چار مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے،اور یہ موشحۃ کا بالکل ابتدائی حصہ ہوتا ہے۔

(۲) دور : یہ مطلع سے متصل اشعار کا مجموعہ ہوتا ہے، دور قسیمات کا مجموعہ ہوتا ہے یہ قسیمات کم سے کم تین ہوتے ہیں، یہ تین سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں،لیکن شرط ہے کہ باقی موشح میں بھی اتنی ہی تعداد میں ہو،اور یہ مطلع کے وزن کے مطابق ہو،لیکن قافیہ مختلف ہو۔

(۳) سمط : دور کے ہر مصرع کو سمط کہتے ہیں، کبھی سمط ایک ہی فقرہ سے بنا ہوتا ہے اور کبھی دو فقروں سے۔

(۴) قفل: یہ دور سے متصل ہوتا ہے، اسے مرکز بھی کہتے ہیں، یہ موشح تام میں مطلع کے مانند ہوتا ہے یعنی یہ قافیے اور اغصان کی تعداد میں مطلع کے مشابہ ہوتا ہے،موشحۃ میں اقفال کے لئے کوئی خاص تعداد شرط نہیں ہے، عام طور سے موشحۃ میں اقفال پانچ ہوتے ہیں۔

(۵) بیت : موشحۃ میں بیت کہتے ہیں دور اور اس سے متصل قفل کے مجموعے کو۔

(۶) غصن : مطلع،قفل اور خرجۃ کے ہر ایک مصرعہ کو غصن کہتے ہیں، ہر موشحۃ میں اغصان، تعداد، ترتیب ارقافیہ میں برابر ہوتے ہیں، اغصان کی تعداد ہر موشحۃ کے مطلع، اقفال اور خرجۃ میں کم سے کم دو ہوتے ہیں۔

(۷) خرجۃ: موشحۃ میں آخری قفل کو خرجۃ کہتے ہیں۔

اقفال اور خرجۃ کے بغیر منظوم کلام کو موشحۃ نہیں کہا جا سکتا، خرجۃ کی دو قسمیں ہوتی ہیں، خرجۃ معربۃ یعنی جس کے الفاظ فصیح ہوں، اور دوسرے خرجۃ زجلیۃ یعنی جس میں الفاظ عامی یا عجمی ہوں، اور یہی خرجۃ زجلیۃ ہی زیادہ مناسب سمجھا گیا ہے۔

موشحات کے اندر تفنن اور صنعت زیادہ پائی جاتی ہے، اس لئے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ان کے ہم وزن الفاظ ان کے معانی پر حاوی نظر آتے ہیں، یعنی موشحات میں الفاظ کی تزئین و آرائش، اوزان وقوافی وغیرہ کی کثرت ہوتی ہے، جبکہ اس میں معانی میں سطحیت پائی جاتی ہے، یہ موشحۃ کی عام علامت ہے، خاص طور سے موشحات کے ظہور کے ابتدائی دور میں، بعض شعراء کی موشحات میں غزل کی خصوصیات پائی جاتی ہیں، جیسے معانی کی وسعت، ندرت خیال، خیال کی پاکیزگی وغیرہ، جیسے ابراہیم بن سہل الاسرائیلی، جو اپنی غزلوں سے لوگوں کو مسحور کر دیا کرتا تھا، جب وہ پانی میں غرق ہو کر فوت ہو گیا تو لوگوں نے اس کے بارے میں کہا: ''موتی اپنی اصل جگہ پر لوٹ گیا'' اس نے اپنی موشحۃ میں نازک الفاظ استعمال کئے عمدہ خیال اور شیریں معانی پیش کئے۔

وزیر شاعر کاتب لسان الدین بن الخطیب ان شعراء میں سے ایک تھا، جس نے ابن سہل کی شاعری کی تقلید کرتے ہوئے ادب کی معنوی خوبیوں کو پیش کیا، اس نے غنی باللہ کی مدح میں اپنا مشہور موشحہ کہا ہے جس میں وہ نرم و نازک الفاظ استعمال کرنے کے ساتھ شیریں معانی پیش کئے، بعض شعراء نے خمریات سے متعلق اچھے اشعار کہے، یحی بن بقی القرطبی ان میں سے ایک ہے جس نے شراب کے بارے بہت اچھی شاعری کی، اس کی زندگی شراب و شباب اور موسیقی کے درمیان ہی گذری، اس نے لطیف اشعار اور شیریں موشحات پیش کئے ہیں۔

غزل کے مشہور شعراء میں سے جو موشحات کہتے ہیں اعمیٰ تطیلی ہے اس کا ایک موشحۃ، موشحات کا اعلیٰ نمونۃ قرار دیا جاتا ہے، یہ واقعہ بھی نقل کیا جاتا ہے کہ اشبیلیۃ میں موشحات کے شعراء کی ایک مجلس منعقد ہوئی، ہر ایک شاعر نے اپنی ایک موشحۃ سنائی، پھر اعمیٰ التطیلی اپنی موشحۃ سنانے کے لئے آگے بڑھا، اور سنانا شروع کیا، سارے شعراء گویا مسحور ہو گئے، ابھی اس نے ختم بھی نہیں کیا تھا کہ ہر ایک شاعر اپنی موشحۃ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، یہ سوچ کر کہ اعمیٰ التطیلی کے موشحۃ کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

ایک شاعر فلسفی ڈاکٹر ابو بکر محمد بن زُھر ہے اس نے لمبی عمر پائی ہے، اس کی ابتدائی زندگی اندلس میں گذری، اور زندگی کے باقی ایام مراکش میں، اس کا ایک موشحۃ شراب کے بارے میں ہے، اس موضوع پر سب سے عمدہ کلام ہے، اس نے فطری محاسن کی منظر کشی کے لئے بھی موشحات کہے، جو بہت عمدہ ہیں، غرناطہ کے مضافات میں ایک خوبصورت تفریح گاہ کے بارے میں وزیر کاتب شاعر ابو جعفر احمد بن سعید نے موشحۃ کہا، جس میں اس نے فطری محاسن کو بیان کیا ہے۔

فطری محاسن کے موضوع پر موشحۃ کہنے والے شعراء میں سے ایک ابو الحسین بن مسلمۃ ہے (م ۵۸۵ھ) جو اشبیلیۃ میں پیدا ہوا اور وہیں اس نے سکونت اختیار کی، وہ علم و ادب میں بڑا فضل و کمال رکھتا تھا، وہ فی البدیہہ اشعار کہتا تھا، اس کے الفاظ بہت عمدہ اور شیریں ہوتے تھے، وہ عمدہ خیال پیش کیا کرتا تھا، خاص طور سے جب وہ مناظر فطرت اور خوبصورت باغات اور پھول، اور نہروں کے پانی کا تذکرہ کرتا، ایک خوبصورت وادی، وادیٔ ریۃ کے بارے میں اس نے ایک موشحۃ کہا، یہ وادی انجیر، انگور باغات اور پانی کی نعمتوں سے مالا مال ہے، جس میں الفاظ کی نزاکت اور ترکیب کی موزونیت اچھی طرح محسوس کی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر ادیب ابو الحجاج یوسف بن عتبۃ اشبیلی (م ۶۳۶ھ) بھی فطری محاسن کے بارے موشحۃ کہا کرتا تھا، اس نے اپنی موشحۃ میں ایک باغ کے حسین مناظر کو بیان کیا ہے، جس میں درختوں کی خوبصورت شاخیں ہیں اور ان شاخوں پر پرندوں کی چہچہاہٹ اور نغمگی ہے، فطری محاسن کے

موشحۃ کی خصوصیت کے لحاظ سے یہاں شراب کا تذکرہ بھی ہے۔

عربی شاعری کا سب سے نمایاں موضوع مدح سرائی ہے، اندلس میں موشحۃ کے فن میں جب وسعت پیدا ہوگئی تو لازمی نتیجہ تھا کہ مدح سرائی کے باب میں بھی موشحۃ اپنی آب وتاب دکھائے، ابن اللبانۃ نے معتمد بن عباد کی مدح سرائی موشحۃ کے ذریعہ کی ہے، مدح کے باب میں سب سے مشہور موشحۃ لسان الدین بن الخطیب (م ٧٧٦ھ) کا ہے، جو اس نے صاحب غرناطۃ غنی باللہ کی تعریف میں کہا ہے۔

ابوعبداللہ بن زمرک جو لسان الدین بن الخطیب کے بعد امیر غرناطہ غنی باللہ کا وزیر بنا، نے کثرت سے موشحۃ کہا ہے، خاص طور سے مدح میں اس نے زیادہ موشحۃ کہا ہے، فصیح شاعری کے مقابلہ میں اس کی موشحۃ کی شاعری زیادہ عمدہ اور شیریں ہوتی ہے، ابن زمرک نے مدح کے علاوہ مرض سے شفا پر مبارکباد، اور عید کے موقع پر مبارکباد اور غرناطہ جانے کا شوق وغیرہ کے بارے میں بھی کثرت سے موشحات پیش کئے ہیں۔

موشحات کا اصل موضوع دنیا کے محاسن اور لذات سے لطف اندوزی ہے، اس لئے موشحات کے لئے مرثیۃ بالکل الگ موضوع ہے، لیکن اس کے باوجود موشحات کہنے والے شعراء نے مرثیۃ بھی کہنے کی کوشش کی ہے، ابن حزمون نے مرثیۃ میں موشحۃ کہا ہے، اس نے ساتویں صدی کے اوائل میں ابوالحملات جو بلنسیۃ میں الأعنۃ کا قائد تھا، جس کو اسپین کے نصاریٰ نے قتل کر دیا تھا، کے بارے میں موشحۃ کہا، جس میں اس نے ابو الحملات کے قتل پر حزن وغم کا اظہار کیا ہے، اس میں اس نے لفظی محاسن کو بہت اچھی طرح پیش کیا ہے۔

اندلس کی سرزمین میں خوبصورت جغرافیہ، فطری محاسن، معاشی خوشحالی، ترقی، علوم وفنون اور تہذیب وثقافت کے مظاہر پائے جاتے ہیں، اندلسی شعراء زیادہ تر غزل، مدح، ہجو، اور طبعی محاسن کی توصیف کیا کرتے ہیں، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ انہوں نے آخرت اور دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ بھی کیا ہے، کیونکہ اندلس میں اہل تصوف اور زاہدین بھی کثرت سے پائے جاتے تھے، بعض اہل تصوف نے تصوف کی اصطلاحات جیسے عشق، وجد وغیرہ کو بھی موشحۃ میں بیان کیا ہے۔

5.12 زجل اور اس کی خصوصیات

زجل ایک خاص قسم کی شاعری ہے جو اندلس کی سرزمین میں عربی ادب کا حصہ بنی، عربی ادب کی اصطلاح میں زجل عامی شاعری کو کہتے ہیں، اندلس میں زجل کہنے والے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں، گو ان کی تعداد موشحات کہنے والوں کی تعداد کے مقابلہ میں کم ہے، زجل کہنے والوں میں سب سے نمایاں نام ابوبکر محمد بن عیسی بن عبدالملک بن قزمان الاصغر کا ہے، زجل کے میدان میں اس کا رتبہ بہت بلند ہے،، زجل کے بڑے شاعروں میں سے ایک احمد بن الحاج ہے، اندلس والے اس کو ابن قزمان کا جانشیں قرار دیتے ہیں، دیگر زجل کہنے والے شعراء میں سے ابن غرلہ، ابن جحدر اشبیلی، ابوزید الحداد البکازور البلنسی، ابوعبداللہ محمد بن حسون الحلا، ابوعمرو الزاھد، ابوبکر الحصار، ابوعبداللہ بن خاطب، ابوبکر بن صارم اشبیلی اور حسن بن ابی نصر الدباغ ہیں، آخر الذکر نے زجل میں بہت سے قصائد کہے، خصوصا ہجو گوئی میں، جس طرح شعراء کے دیوان ہوا کرتے ہیں، زجل کے بعض شعراء کے بھی دیوان ہیں، البتہ وہ سب زمانہ کے دست برد سے محفوظ نہ رہ سکے، سوائے ابن قزمان کی دیوان اور زجل کے متفرق نمونوں کے، زجل میں سب سے نمایاں موضوع غزل، لہو اور تفریح ہے، لیکن بعد میں تعریف وتوصیف، ہجو اور مرثیہ وغیرہ بھی اس کا حصہ بن گئے۔

زجل کہنے والے شعراء نے اپنی شاعری میں صنعت لفظیہ کا استعمال زیادہ کیا ہے، زجل کا سب سے عمدہ قصیدہ جس میں طبعی محاسن کی منظرکشی کی گئی ہے احمد بن الحاج مدغلیس کا ہے، جس میں نازک خیالی، لطف تشبیہات، شیریں استعارے، اور محسنات بدیعۃ کا استعمال کیا ہے، زجل کہنے

والے شعراء نے زیادہ تر طبعی محاسن اور شراب کے بارے میں گفتگو کی ہے، ابوبکر بن صارم الاشبیلی جس کا نام گمراہی اور بد دینی کے لحاظ سے معروف ہے، اس نے خاص طور سے شراب کے بارے میں ایک زجل کہا ہے، زجل میں ہجوگوئی اہل اندلس کے لئے ایک فطری بات ہے، کیونکہ فصیح شاعری میں اندلسی شعراء نے ہجوگوئی میں شدت کا مظاہرہ کیا ہے، اور زجل تو ہجوگوئی کے لئے زیادہ موزوں ہے اس لئے کہ اس میں عامی اور سوقیانہ الفاظ کی کثرت ہوتی ہے، اور عامی زبان میں ہجوگوئی کے لئے الفاظ وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں، لیکن اس کے باوجود ان کی ہجوگوئی میں ہلکی سی ظرافت اور لطیف نکتہ کی بھی آمیزش ہوتی ہے، ابوعلی الدباغ نے ایک ڈاکٹر کی ہجو میں زجل میں جو شاعری کی ہے اسی قبیل سے ہے۔

زجل کی ساخت موشحات کی طرح فصیح شاعری کی ساخت سے مختلف ہے، لیکن موشحات کے مقابلہ میں اس میں بہت کم فرق پایا جاتا ہے، زجل کا آغاز ایک مذہب یا مطلع سے ہوتا ہے جو عام طور سے چار مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے، اور اس کے بعد ''دور'' ہوتا ہے اور ہر دور ایک قفل پر ختم ہوتا ہے، اور قفل کا قافیہ مطلع کے قافیہ جیسا ہوتا ہے، اور ''ادوار'' میں سے ہر ''دور'' کا قافیہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، دور عام طور پر تین قسیمات پر مشتمل ہوتا ہے، قسیمات کبھی مفرد ہوتے ہیں اور کبھی مرکب، جب یہ مرکب ہوتے ہیں تو دور چھ اسماط سے بنا ہوتا ہے، جب دور مفرد ہو تو قافیہ میں یکسانیت ضروری ہوتی ہے، اور زجل عام طور سے ایک خرجہ پر ختم ہوتا ہے جو اقفال اور مطلع کے بحر و قافیہ پر ہوتا ہے، عربی ادب میں نقد کے ماہرین نے اس پر گفتگو کی ہے کہ کیا زجل عربی ادب میں فنی اعتبار سے ایک نئی صنف کا اضافہ ہے یا یہ رجعت پسندی کی علامت ہے؟ ایک رائے کے مطابق یہ رجعت پسندی کا رجحان ہے، کیونکہ ادب میں ارتقائی عمل یہ ہے کہ عام لوگوں کو فصیح زبان سے ہم آہنگ کیا جائے نہ کہ انہیں عامی زبان پر قانع بنا دیا جائے۔

5.13 شعرگوئی اور اسلامی بحریہ

اندلس میں شعرگوئی کا ایک اہم موضوع اسلامی بحریہ ہے اور دوسرا موضوع اندلس میں مسلمانوں کی حکمرانی کا انحطاط اور زوال، اسلامی بحریہ کا موضوع فتح و نصرت اور جنگی محاذ پر کامیابیوں کے تذکرے سے عبارت ہے، جس سے دل خوش ہوتا ہے، جبکہ اندلس میں اسلامی حکومتوں کا زوال اور ہزیمت کا بیان دل کو غمزدہ کرنے والا ہے، اندلس کے شعراء ان دونوں موضوعات کو اپنی شاعری میں بیان کرتے رہے ہیں، مشرقی ادب میں اسلامی بحریہ کا ذکر ملتا ہے لیکن اندلس میں اسلامی بحریہ کا ذکر کسی قدر مختلف انداز میں نظر آتا ہے، کہتے ہیں کہ بہت بڑی نعمت جب چھن جاتی ہے تو اس کا غم بھی بڑا ہوتا ہے، اندلس میں مسلمانوں کی حکمرانی ایک عظیم حکمرانی تھی جس نے دنیا میں مسلمانوں کی عظمت و شوکت کو بڑھایا، علوم وفنون کے شعبہ میں ترقیات نے مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کر دیا، اس لئے طبعی بات ہے کہ ایسی عظیم الشان حکمرانی جب زوال سے دوچار ہو جائے، ایک کے بعد ایک ترقی یافتہ شہر ہاتھ سے نکلتا چلا جائے تو یہ ضرور دل کے غم والم کو بڑھا دے گا، مشرقی ادب میں یہ بات معروف رہی ہے کہ شہروں اور حکومتوں کے زوال کا مرثیہ کہا جائے۔

عبدالرحمٰن اوسط نے اندلس میں اسلامی بحریہ کا آغاز کیا، اور عبدالرحمٰن ناصر اور اس بیٹا الحکم المستنصر اس کو مستحکم اور طاقت ور بنایا، عبدالرحمٰن ناصر کے عہد میں تین سو کی تعداد میں جنگی کشتیاں تھیں، عہد بہ عہد اسلامی بحریہ کی قوت میں اضافہ ہوتا رہا اور خطے میں اس کا دبدبہ بڑھتا گیا، ابن خلدون کے بقول بحر ابیض میں مغرب کا سارا خطہ اسلامی بحریے کے زیر اثر آ گیا تھا۔

مشرق میں سب سے پہلے ابونواس نے امین کی کشتیوں کے اوصاف بیان کئے جو بغداد کے قریب دجلہ میں چلتی تھیں، لیکن یہ کشتیاں جنگی مقاصد کے لئے استعمال نہیں ہوتی تھیں، بلکہ یہ کشتیاں تفریحی مقاصد کے لئے استعمال ہوتی تھیں، مشرق میں اس سے پہلے جنگی کشتیوں کے

اوصاف بیان کرنے والا مسلم بن ولید ہے جس نے بحری جنگ کے دوران کشتیوں کے اوصاف بیان کئے، جنگی جہاز کی تعریف میں مسلم بن ولید کا قصیدہ بہت عمدہ ہے، ابن ھانی، لسان الدین بن الخطیب، ابن حمدیس وغیرہ شعراء نے اندلسی بحریۃ کے اوصاف اپنی شاعری میں بیان کئے ہیں۔

اندلس میں معتصم بن صمادح کے پاس بہت بڑا جنگی بحری بیڑہ تھا، جس نے اسلامی بحریہ کی تاریخ میں بہت بڑا کردار ادا کیا، اس کی ایک بحری جنگ بہت مشہور ہے جس میں بہت سخت جنگ لڑی گئی، اس میں اس نے شاندار فتح حاصل کی، جس کی بہت شہرت ہوئی، شاعر ابن حداد نے اس بحری جنگ کے حالات بیان کئے جس میں اس نے بحری جنگ کی ہولناکی کو بیان کیا، کہ کس طرح یہ بحری فوج دشمنوں پر حملہ کرتی ہے اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہوئے ان پر رعب طاری کردیتی ہے، اس نے اپنی شاعری میں عمدہ تشبیہات اور متاثر کن خیالات پیش کئے ہیں۔

لسان الدین بن الخطیب نے ابوعبداللہ ابراہیم بن نصر کی مدح میں ایک قصیدہ کہا ، جس میں اس کے دوسو اشعار ہیں، جس میں سے کچھ اشعار اس نے اندلسی بحریۃ اور بحری جنگوں کے بارے میں کہے ہیں، اس قصیدہ میں اس نے کثرت سے محسنات بدیعۃ کا استعمال کیا ہے، ممدوح کو یہ قصیدہ بہت پسند آیا، چنانچہ اس نے اس قصیدے کو قصر الحمراء پر لکھنے کا حکم دیا۔

ابن حمدیس اندلس کے ان شعراء میں سے ہے جو وصف بیانی پر اچھی قدرت رکھتا ہے، اس نے اپنی شاعری میں جنگی کشتیوں کے اوصاف بیان کئے ہیں، اس نے بحری جنگ کے مناظر کی عکاسی اس طرح کی ہے کہ اس جنگ کے بارے میں تصور کرنے والوں کے دلوں میں خوف پیدا ہوجاتا ہے، الفاظ کی شیرینی، ترکیب کی عمدگی اور تشبیہ کی نزاکت کو بھی اچھی طرح محسوس کیا جاسکتا ہے، ابن حمدیس نے سن ۵۱۲ھ میں اس جنگ کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

اندلسی شعراء نے بحری بیڑوں اور بحری جنگوں ہی کا تذکرہ نہیں کیا ہے بلکہ انہوں نے امن وامان کے حالات میں بھی بحری بیڑوں کے اوصاف بیان کئے ہیں، امن کے دنوں میں بحری بیڑوں کے قائدین بحری فوج کی نمائش پیش کرتے تھے، اور بحری فوجی مشقیں کیا کرتے تھے، جس میں جنگی کشتیوں کو خوب سجایا جاتا تھا، اور بحری فوج کے افراد عمدہ فوجی لباس زیب تن کرتے تھے، اور پھر جنگی کشتیوں کو نقل وحرکت کرتے ہوئے پیش کیا جاتا تھا، جن شعراء نے اس تقریب کے حسین مناظر کو اپنی شاعری میں بیان کیا ہے ان میں سب سے مشہور ابن اللبانۃ ہے، یہ معتمد بن عباد سے زیادہ قریب تھا، اس نے زیادہ تر بنوعباد کی مدح میں اشعار کہے، اور جب بنوعباد کی حکمرانی کو زوال آیا تب اس نے اس پر مرثیۃ بھی پیش کیا، جب معتمد بن عباد کی حکمرانی ختم ہوگئی تو یہ بھی اشبیلیۃ سے کوچ کرگیا اور جزیرۃ میورقہ کے حاکم مبشر العامری کے پاس چلا گیا، اور اس کے خاص شعراء کے حلقے میں شامل ہوگیا، اور وہیں اس کی وفات ہوئی، اس نے مبشر کے بحری بیڑے کی فوجی مشق کی منظرکشی کی ہے اور نادر تشبیہات کا استعمال کیا ہے۔

5.14 شعر گوئی اور سقوط اندلس

اندلس کی سرزمین میں مسلمانوں کی عظمت وشوکت کی تاریخ آٹھ سوسال پر محیط ہے، یقیناً یہ عظمت وشوکت بہت بڑی ہے، لیکن یہ بھی المیہ ہے کہ جب اس کا سقوط ہوا اور ایک ایک کرکے تمام شہر سے اس کا اقتدار ختم ہوگیا تو اس سے بڑا کوئی زوال نہ تھا، کیونکہ اس زوال کے نتیجہ میں اندلس سے مسلمانوں کا تقریباً نام ونشان مٹا دیا گیا، اس لئے زوال پرغم والم کی داستان بھی اپنے اندر بہت وسعت اور گہرائی رکھتی ہے، اندلس کے شعراء نے بجا طور پرغم والم کی اس داستان کو محسوس کیا ہے اور اسے اپنی شاعری میں جگہ دی ہے، اندلس کے شہروں میں سے سب سے پہلے جو شہر مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکلا، وہ طلیطلہ تھا، یہ پہلا بڑا صدمہ تھا مسلمانوں کے لئے، ان حالات کا تذکرہ شاعر عبداللہ بن الفرج الیحصبی نے اپنی شاعری میں کیا ہے، جو ابن الغسال سے مشہور ہے، اس نے اہل اندلس کو خبردار کیا ہے کہ اب ان کی عظیم حکمرانی کا خاتمہ یقینی نظر آتا ہے، اس کا اسلوب ایسا ہے

کہ سننے والوں پر زوالِ حکمرانی کا خوف طاری ہو جاتا ہے بلنسیۃ شہر اندلس کے خوبصورت اور ترقی یافتہ شہروں میں سے تھا، جب اس کا سقوط ہوا تو اس پر ابن خفاجۃ، ابن اختہ ابن الزقاق البلنسی، الرصافی وغیرہ نے اپنے اشعار میں غم وحسرت کا اظہار کیا۔

سب سے زیادہ مشہور قصیدہ جو سقوط اندلس پر کہا گیا ہے، قصیدۃ نونیۃ ہے جو ابو الطیب صالح بن شریف الرندی نے کہا ہے، یہ قصیدۃ اپنی خوبیوں کے باوجود ابن عبدون کے قصیدہ کا چربہ معلوم ہوتا ہے، جسے ابن عبدون نے بنی المظفر (۴۸۹ھ) کے مرثیۃ میں پیش کیا ہے، اور ابن الابار السینیۃ کے قصیدے کا بھی چربہ معلوم ہوتا ہے جو اس نے بلنسیۃ شہر کے سقوط کے موقع پر کہا تھا، سب سے پہلے اس نے زمانے کی شکایت کی ہے، زمانے کے فریب کو اجاگر کیا ہے، اور پہلے زمانے میں جو بڑی بڑی حکومتیں زوال پذیر ہوئیں ان کا تذکرہ کیا ہے، دوسرے مرحلے میں ابن الرندی نے خوبصورت شہروں کے یکے بعد دیگرے سقوط پر اپنی حسرت کا اظہار کیا ہے، اور اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ گویا سقوط کے لئے ان شہروں کے درمیان مقابلہ ہو رہا ہو، اس موقع پر اس نے ایک ایک شہر کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی بدحالی اور ویرانی پر اپنے غم والم کا اس کیفیت کے ساتھ اظہار کیا ہے کہ گویا مایوسی کی سی کیفیت چھا جاتی ہے، اس کے بعد شاعر نے شمالی افریقہ میں رہنے والے مسلمانوں کو اہل اندلس کی مدد کے لئے ابھارا ہے، اور ان کے اندر موجود اسلامی اخوت کے جذبوں کو جگایا ہے، پھر وہ، قوم کی ذلت ورسوائی کو بھی بیان کرتا ہے۔

جزائر کے مکتبۃ میں محفوظ ایک مخطوطہ میں نامعلوم شاعر کا ایک طویل قصیدہ بھی پایا جاتا ہے جس میں اس کے ایک سو سے زائد اشعار موجود ہیں، وہ سب سے پہلے درد وکرب اور حسرت وافسوس کا اظہار کرتا ہے، پھر وہ تذکرہ کرتا ہے کہ وطن عزیز لٹ چکا ہے، خوبصورت شہر ویران ہو چکا ہے، ہزاروں کی تعداد میں شہریوں کا قتل عام ہوا ہے، جوان، معصوم بچے، بوڑھے، خواتین قتل کر دیئے گئے ہیں، جنہوں نے عیسائیت قبول کر لی، وہ قتل ہونے سے بچ گئے، مساجد کلیساؤں میں تبدیل کر دیئے گئے، خواتین کی بے حرمتی کی گئی، معصوم نوعمر لڑکیوں کو دشمنوں نے اپنے قبضے میں لے لیا ہے، شیر خوار اور چھوٹے بچوں کی آنکھوں میں آنسو ہیں، غم اور خوف واندیشے ہیں، شیر خوار بچہ اپنی ماں کے گود میں دم توڑ رہا ہے، اب نہ کوئی وطن رہا، نہ عزیز واقارب، نہ تجارت وکاروبار باقی رہا نہ محلات، نہ امن و مان رہا نہ زندگی کی کوئی امید، الغرض شاعر نے قصیدے میں تباہ حال اندلس کا المناک نقشہ کھینچا ہے جس میں عقل وشعور والوں کے لئے درس وعبرت ہے، قصیدے کے آخر میں اس نے اندلس کے مظلوم ومقہور لوگوں کی مدد کرنے کے لئے عالم اسلام کے مسلمانوں سے فریاد کی ہے ان کی غیرت دینی کو جگایا ہے۔

5.15 اندلس میں فنی نثر اور اس کی خصوصیات

اندلس میں نثر کی نشو ونما پر مشرقی ادب کا گہرا اثر پایا جاتا ہے جس طرح اندلس میں شاعری مشرقی ادب کے نہج پر آگے بڑھی ہے، اسی طرح نثر بھی مشرقی ادب کے نہج پر ترقی کرتی ہوئے آگے بڑھی ہے، اندلس ایک اسلامی ثقافت وتمدن کا معاشرہ تھا اس لئے فطری بات تھی کہ یہاں کے اکثر خطباء اور مقررین کے خطابات میں قرآنی آیات جا بجا نظر آتی ہیں، وہ اپنی باتوں کو قرآن سے دلیل اخذ کر کے پیش کیا کرتے تھے، ان میں مسجع عبارت کی کثرت ہوتی تھی، وہ اطناب کو زیادہ پسند کرتے تھے، اندلسی نثر میں سب سے نمایاں عنصر وہ سرکاری فرامین ہیں جو محررین لکھا کرتے تھے، سرکاری فرامین اور خطوط لکھنے والوں میں ابن المنذر، ابن جہور، ابن بسیل، ابن فطیس، ابن ابی عامر اور مصحفی قابل ذکر نام ہیں، بعض خواتین نے بھی حکام کے فرامین ومکاتیب لکھنے کا کام کرتی تھیں، جیسے مزنۃ خلیفہ ناصر کے مکاتیب لکھنے پر مامور تھی، جبکہ لبنیٰ خلیفہ المستنصر کی کاتبۃ تھی، سرکاری فرامین میں سے ایک فرمان وہ ہے جو خلیفۃ عبد الرحمٰن سوم نے لکھوایا تھا، جس میں اس نے اپنے تمام صوبوں کے امراء کے لئے یہ فرمان لکھا کہ اس نے اپنے لئے ''امیر المؤمنین'' کا لقب منتخب کر لیا ہے لہذا حکومت کے امراء اور حکام لوگ انہیں اسی لقب سے مخاطب کیا کریں، اور تمام خطباء کو بھی

آگاہ کردیں کہ وہ اپنے خطبوں میں اس بات کا خیال رکھیں۔

اندلس کے حکمراں ناصر اور قاضی منذر بن سعیدؒ کے درمیان ایک بات چیت بھی منقول ہے جس میں خلیفہ ناصر اپنے مقربین اور ہمنشینوں کے درمیان اپنی کارکردگی بیان کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ اس نے بہت ہی شاندار گنبد بنوایا جس میں اس نے سونے اور چاندی سے تزئین کاری کی ہے اور اس کو خوب سجایا ہے، جو نگاہوں کو خیرہ کررہی ہیں، اس پر لوگوں کا کیا تاثر ہے؟ تو وہاں موجود لوگوں نے گنبد کی خوبصورتی کی خوب تعریف کی، اور خلیفہ کے اس کارنامے پر خوب داد تحسین سے نوازا، جب وہاں قاضی منذر بن سعیدؒ داخل ہوئے تو خلیفہ نے اپنے اس کارنامے پر ان کی رائے دریافت کی، تو انہوں نے اس کی تعریف کرنے کی بجائے اس ''کارنامہ'' کو شیطان کی ہمسری کرنے سے تعبیر کیا، اور یہ کہ اس کام کے سبب وہ کافروں کی برابری کرنے والا ہوگیا، یہ سن کر ناصر نے ان سے پوچھا کہ تم نے مجھے کافروں کے برابر کیسے قرار دے دیا؟ اس کے جواب میں منذر نے کہا کہ تمھیں اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں معلوم کہ اگر دنیا میں سارے لوگ ہی کفر کرنے لگتے تو اللہ تعالیٰ کافروں کے گھروں کی چھت اور سیڑھیاں چاندی کے بنوادیتا، مطلب یہ ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی چیزوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں، یہ جواب سن کر خلیفہ ناصر بہت متأثر ہوا اور کہا کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے، آپ جیسے لوگ ہمیں زیادہ میسر ہوں، آپ نے جو بات کہی بالکل درست ہے،،۔

دیوانی تحریر لکھنے والوں کو کاتب کے نام سے جانا جاتا تھا، مثلاً یہ کہا جاتا تھا کہ فلاں کاتب بلیغ ہے، اس نوعیت کی کتابت کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ایجاز، معنی کی وضاحت کا وصف نمایاں تھا، یہاں کہیں کہیں سجع کی رعایت بھی نظر آتی ہے، لیکن یہ غیر ارادی طور پر ہے، کتابت کا ایک قدیم نمونہ وہ تحریر ہے جسے عبدالرحمٰن اول نے سلیمان بن الاعرابی کے نام لکھوایا تھا، آگے چل کر کتابت کے فن میں ماہرین کی تعداد زیادہ پائی جاتی ہے، جیسے ابن برد الاکبر، عبدالملک بن ادریس الجزری، ابن دراج القسطلی، ابن شہید، ابن حزم، حناط، ابن حیان المؤرخ، ابن زیدون، اہل اندلس تحریری آثار میں زیادہ دلچسپی لیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

دیوانی تحریروں کی قبولیت کے زمانے میں ابن الجزیری، ابن البرد الاکبر اور ابن الدراج وغیرہ، ابن المقفع، سھل بن الھارون اور جاحظ کے انشائیہ سے زیادہ متأثر نظر آتے ہیں، لیکن ابن حزمؒ کے بقول ابن الدراج خطبہ اور رسائل کے درمیان ایک خاص نوعیت کی بلاغت کے موجد نظر آتے ہیں گویا ابن الدراج کے اسلوب پر یہ ایک لطیف رائے ہے، کیونکہ اس نے منذر بن سعید کے خطبہ کی بلاغت اور اندلسی رسائل کے اعلیٰ نمونہ کی خصوصیات کو جمع کردیا ہے۔

5.16 اندلس میں ادبی تالیفات اور ان کی خصوصیات

اس دور میں نثری ادب زیادہ تر تراجم کی صورت میں نظر آتی ہے، باضابطہ ادبی کتابوں سے میں سے ایک العقد الفرید ہے، یہ عربی ادب کے موضوع پر شہرۂ آفاق تصنیف ہے، اس کے مصنف احمد بن عبدربہ ہیں، یہ کتاب علمی اور ادبی دنیا میں کافی شہرت رکھتی ہے، یہ عرب کی تاریخ، شعرو ادب، اخلاق و آداب کے واقعات پر مشتمل ہے، اس میں علم بلاغت، عروض، موسیقی اور اخلاق و عادات کے بارے میں کافی تفصیل موجود ہے، یہ کتاب ایک ایسا ادبی ذخیرہ ہے جس میں بیش قیمت علوم وفنون پائے جاتے ہیں، اس کتاب کا بیشتر حصہ مشرقی ادب کے بارے میں ہے، بہت کم مواد اندلس کے بارے میں ہے، اسی بنا پر صاحب بن عباد نے اس کتاب کے بارے میں کہا تھا: **هذه بضاعتنا ردت الينا** ''یہ سرمایہ ہمارا ہے جو ہماری طرف لوٹا دیا گیا'' ابن عبدربہ کی نثر تکلفات سے پاک سادہ نثر ہے، یہ رواں اور واضح ہے، اس میں اقتباسات کی کثرت ہے۔

دوسری اہم کتاب ابن الشہید کی رسالہ ''التوابع والزوابع'' ہے، اس کا دوسرا نام ''شجرۃ الفکاھۃ'' بھی ہے، لیکن یہ مکمل صورت میں دستیاب نہیں

ہے، اس کے بعض اقتباسات ابن بسام نے اپنی ''الذخیرۃ'' میں پیش کیا ہے، اس میں ابن شہید نے بیان کیا ہے کہ انسان میں جتنے قبیلے پائے جاتے ہیں، بعینہ اسی کے مثل جنات میں بھی قبائل پائے جاتے ہیں، وہ لکھتا ہے کہ سارے جنات قبیح صورتوں کے نہیں ہوتے، بلکہ بعض اچھے اور بعض برے ہوتے ہیں، جیسے انسانوں کے اندر سبھی اچھے نہیں ہوتے ہیں، اسی طرح انسانوں کی طرح ان کے طبائع اور فطری صلاحیتیں بھی مختلف ہوتی ہیں، البتہ جنات کی سرزمین ہماری زمین کی طرح نہیں ہے، اسی طرح اس کی فضا ہماری فضا کی طرح نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود ان کی دنیا ہماری دنیا سے بہت زیادہ مختلف نہیں ہے، ہم وہاں دیکھتے ہیں کہ اونچے اونچے درخت ہیں، ان کی پھیلی ہوئی شاخیں ہیں، خوشبو بکھیرتے ہوئے خوبصورت پھول ہیں، باغات ہیں، فطری محاسن کے سارے سامان مہیا ہیں، جو ہماری دنیا میں نظر آتے ہیں، جنات کی دنیا کا مشاہدہ پہلے کس مقام سے کرنا چاہئے؟ اس سلسلہ میں وہ رائے دیتا ہے کہ سب سے پہلے خطباء سے ملاقات کرنا چاہئے، اس سے ان کی مراد نثر نگاروں سے ہے، کیونکہ جن سے وہ ملاقات کرنے والے ہیں وہ عبدالحمید کاتب، ابن المقفع، جاحظ اور بدیع الزماں کے پیروکار ہیں، اسی طرح اس کی ملاقات شعراء میں سے امرأالقیس، طرفۃ بن العبد اور قیس بن الخطیم کے ہمزادوں سے ہوئی، اسی طرح ادبی تحریر کو وہ آگے بڑھاتا ہے، ابن شہید کے اس رسالہ میں ابو عامر نے اپنی تنقیدی رائے پیش کی ہے، اور وسعت معلومات اور فطری صلاحیتوں کے درمیان مقابلہ آرائی کا نقشہ کھینچا ہے، اور اس کی نظم اور نثر میں سے جو عمدہ ہے، اسے پیش کیا ہے، اس میں تخیلات ہیں، کسی قدر ظرافت ہے، اور اس میں عجائبات کا بیان ہے۔

تیسری اہم ادبی کتاب طوق الحمامۃ ہے، اس میں متعدد ادبی فنون پائے جاتے ہیں، جو دیگر ادبی کتابوں سے اس کو ممتاز کردیتی ہے، ایک بات یہ ہے کہ یہ کتاب محبت کے موضوع پر ہے، اور اس کتاب کا مصنف ایک ایسا شخص ہے جو اندلس کے مشہور فقہاء میں سے ہے، یعنی امام ابن حزم الاندلسیؒ، جس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ دین کے دفاع کے لئے وقف کردیا، وہ زندگی بھر فقہی مباحث پر مناقشہ کرتے رہے، دینی نوعیت کی اس مصروف ترین زندگی سے تھوڑا سا وقت فارغ کر کے انہوں نے اس موضوع پر خامہ فرسائی کی، انہیں اس بات کا احساس تھا کہ بعض تعصب پسند لوگ اس پر ناگواری کا اظہار کریں گے، اسی لئے اس موضوع پر قلم اٹھاتے وقت صاف طور پر یہ واضح کردیا تھا کہ میرے بارے میں بدگمانی نہ کریں، ابن حزمؒ کے شیخ ابن داؤد اصبہانی نے کتاب الزھرۃ تحریر کی تھی، جس میں انہوں نے محبت کے منتخب اشعار جمع کئے تھے، اور اس میں اپنے بعض اشعار بھی شامل کردیئے تھے، ابن حزمؒ نے مختلف موقعوں کی مناسبت سے اس کتاب میں اپنی غزلیں پیش کی ہیں، اس کتاب کا مقصد غزل کے اشعار جمع کرنا نہ تھا بلکہ اصل مقصد یہ تھا کہ اس زمانہ میں اندلسی معاشرہ میں خود اپنی زندگی اور لوگوں کی زندگی کی حقیقی تصویر پیش کردی جائے، اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب بعض پہلوؤں کے لحاظ سے خودنوشت سوانح ہے، انہوں نے یہ کتاب ایک زندۂ جاوید اسلوب میں لکھی ہے، الفاظ کے استعمال اور ترکیب میں سادگی اختیار کی ہے، ہر طرح کے تکلف اور بناوٹ سے اجتناب کیا ہے۔

ابن حزمؒ نے اہل اندلس اور بالخصوص علماء کی عظمت پر ایک رسالہ تحریر کیا، جو ''رسالہ فی فضل الاندلس وذکر رجالھا'' کے نام سے معروف ہے، اور بسا اوقات اس رسالۃ کو ''بیان فضل الاندلس وذکر علمائہ'' کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے، سب سے مشہور کاتب ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی (م ۴۵٦ھ) ہیں، روایت ہے کہ انہوں چار سو تالیفات چھوڑی ہیں، سب سے مشہور تالیفات: الفصل فی الملل والاھواء والنحل، الاحکام فی اصول الاحکام، جمھرۃ الانساب، لاناسخ والمنسوخ، المحلی طوق الحمامۃ وغیرہ ہے۔

5.17 اندلس میں قصہ نویسی

اندلس کے بعض ادیبوں نے نثر نویسی میں قصہ کا بڑا اہتمام کیا ہے، گرچہ جس قدر اہتمام اندلس میں موشحات اور قصیدوں کو ملا ہے اتنی اہمیت قصہ

نویسی کو نہیں ملی، اندلس میں قصہ نویسی کرنے والوں میں سے ابو عامر بن شُھید الشاعر الکاتب الاندلسی ہے، ابو عامر نے جو قصے لکھے ہیں ان کو ''التوابع والزوابع'' کا نام دیا ہے، یہ طویل قصہ ہے، لیکن اس کا اکثر حصہ محفوظ نہیں رہا، مشرق عربی میں مشہور قصہ نویس بدیع الزماں کے نزدیک قصہ نویسی کا اصل محرک معاشرتی زندگی کی تصویر پیش کرنا ہے، لیکن ابن شھید کے نزدیک اس کا محرک شخصی نوعیت کا ہے، جب اس نے دیکھا کہ اندلس میں بڑے ادیبوں کے درمیان اس کی خاطر خواہ پذیرائی نہیں ہو رہی ہے تو اس نے قصہ نویسی شروع کر دی، اور بہت حد تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوا، جب اس کو بڑے ادیبوں کی طرف سے اس کی ادبی کاوشوں کا اعتراف کیا گیا، ابن شھید موضوع، فکر، اور اسلوب کے اعتبار سے مقامات بدیع الزماں سے بہت حد تک متأثر نظر آتا ہے۔

اندلس میں ''قصہ حی بن یقظان'' کی بڑی شہرت رہی ہے، یہ قصہ اہل فکر و فلسفہ کے یہاں قرون وسطی میں بڑی فکری کاوشوں میں سے ایک ہے، نہ صرف عربی ادب کے لحاظ سے بلکہ عالمی ادب کے لحاظ سے بھی، اور یہ قصہ ادبی ہونے سے زیادہ فکری ہے، کیونکہ اس قصہ میں کچھ فکری اصول متعین ہیں اور اسی دائرے میں یہ قصہ آگے بڑھتا ہے، اس قصہ کو لکھنے والے ایک فکری مکتب سے نسبت رکھتے ہیں، جس کا اپنا ایک فلسفہ ہے جس کے کچھ اصول و مبادی اور اہداف و مقاصد ہیں قصہ حی بن یقظان کے مؤلف ایک بڑے فلسفی ہیں جو اسلامی فلسفہ کے دائرے میں کام کرتے ہیں، ان کا نام ابو بکر محمد بن عبد الملک بن محمد بن محمد بن طفیل القیسی ہے، قبیلہ قیس کی طرف منسوب ہیں، کبھی انہیں اندلسی اور کبھی قرطبی کہا جاتا ہے، اور کبھی اشبیلی بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ انہوں نے ان تینوں شہروں میں سکونت اختیار کی تھی، ابن طفیل نے ابن سینا کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے تھے، اور ان کے افکار سے وہ متأثر ہوئے تھے، وہ سلطان ابو یعقوب یوسف کے وزیر اور اس کے طبیب خاص تھے، جو موحدین کے حکمرانوں میں سے ایک ہیں۔

ابن طفیل نے ایک نوجوان مفکر یعنی ابن رشد کو دریافت کر لیا اور اسے سلطان کے دربار میں رسائی دے دی، سلطان نے چاہا کہ ارسطو کی کتابوں کا ترجمہ ہو جائے، چنانچہ ابن رشد نے ارسطو کی کتابوں کا ترجمہ عربی میں کر دیا، اور انہیں کتابوں کی وجہ سے ابن رشد کو شہرت ملی، اور دنیا میں ایک بڑے مسلم فلسفی کے طور پر مشہور ہو گئے، مسلم فلاسفہ نے اہل یوروپ کو فلسفہ کے مبادیات سکھائے، ان مسلم فلاسفہ کی کتابیں کئی سو سال تک یوروپ کی یونیورسیٹیوں میں پڑھائی جاتی رہیں، ابن طفیل صرف ایک ماہر طبیب اور علم و فضل کے مالک فلسفی ہی نہیں تھے بلکہ وہ ایک بہت بڑے ادیب اور ایک اچھے شاعر بھی تھے، وہ شعراء اور ادباء کی سرزمین وادی آش کے رہنے والے تھے۔

5.18 خلاصہ

قرون وسطی میں مسلمانوں کی حکمرانی کا زمانہ علوم و فنون کی ترقی اور معاشی خوشحالی کا زمانہ ہے، یہاں کی آبادی ہمہ نسل و خاندان اور مختلف مذاہب و عقائد کو ماننے والے تھے، عرب مسلمان، بربر، مقامی آبادی، یہود اور عیسائی لوگ یہاں آباد تھے، اندلسی ادب پر مشرقی ادب کی چھاپ صاف طور پر نظر آتی ہے، شاعری میں بھی اور نثر میں بھی، اندلس کا مشہور شہر قرطبہ، علم و فن میں شہرت رکھتا تھا، جبکہ اشبیلیہ موسیقی اور گیت میں مشہور تھا، اہل اندلس شعر و ادب سے خاص دلچسپی رکھتے تھے، یہاں خواتین نے بھی شعر و ادب میں اپنی خدمات پیش کی ہیں، حفصہ الحجاریۃ نے سب سے پہلے اندلس میں غزل گوئی شروع کی، اس کی شاعری کی خصوصیت الفاظ کی عمدہ بندش اور شیریں اسلوب ہے، ام العلاء قدرے بلند حوصلگی کے ساتھ شاعری کرتی ہوئی نظر آتی ہے، اس کی شاعری میں لطافت و نزاکت اور عورتوں کی عظمت کا اظہار ہے، اندلس کے جنوب مشرق میں المریۃ شہر ہے، یہاں پانچویں صدی میں تین ہم عصر شاعرات ہیں، غسانیۃ، بجانیۃ اور زینب المریۃ، ان میں زینب المریۃ سب سے زیادہ بلند حوصلگی کے ساتھ غزل

کہتی ہے، وہ شکوہ وشکایت مردوں کی طرح کرتی ہیں۔

اشبیلیۃ کی شاعرات میں عفت، حیاء، وقار اور عظمت و بڑائی ہے، تاہم ایک شاعرہ قمر ابراہیم بن حجاج کے محل میں نازک اور لطیف قسم کے اشعار پڑھتی ہوئی نظر آتی ہے، جو بہت خوبصورت آواز اور عمدہ لحن میں شعار پڑھتی ہے، لیکن یہ اصل میں کنیزوں کے ادب کی نمائندگی کرتی ہے، مریم بن ابی یعقوب نے حکمرانوں کی تعریف کی، لیکن پوری شوکت وعظمت اور سلیقہ مندی کے ساتھ، اس کی شاعری میں کوئی تصنع اور بناوٹ نہیں ہے، بثینہ بھی پر وقار شاعری کرتی ہے، وہ قید و بند کی صعوبت برداشت کرتی ہے، چھٹی صدی میں اسماء العامریۃ بھی عفت و پاکدامنی اور پر وقار شاعری میں مریم اور بثینہ کی طرح ہے۔

قرطبہ شہر کی شاعرات میں سے ولادۃ ہے، اس کی شہرت کی ایک اہم وجہ وزیر شاعر ابوالولید احمٰن بن زیدون ہے، ان دونوں کے درمیان عشق و محبت کی بہت شہرت ہے، تاہم ولادۃ کی غزل میں لطافت ونزاکت، معنی کی قوت اور گہرائی پائی جاتی ہے، اس کی ہجو بھی بہت فحش ہوتی ہے، عائشہ القرطبیۃ بھی عربی ادب کی تاریخ میں بہت شہرت رکھتی ہے، اس کے اشعار میں سلاست وروانی ہے، قوت ومتانت ہے، خواتین کی عظمت کا اظہار ہے، پاکیزگی اور سلیقہ وتہذیب کی جھلک ہے، ام الھناء القرطبیۃ کے اشعار کم دستیاب ہیں، اس کے اشعار میں لطافت ہے یہ انوکھے اسلوب میں پاکیزہ اشعار کہتی ہے۔

غرناطہ میں چار اہم شاعرات ہیں، حمدونۃ بنت زیاد، اس کی بہن زینب، نزھون القلاعیہ، حفصۃ بنت الحاج جو حفصۃ الرکونیۃ کے نام سے مشہور ہے، اندلس کی شاعرات میں حمدونۃ کا وہی مقام ہے جو اندلس کے شاعروں میں ابن خفاجۃ کا ہے، حمدونۃ محاسن فطرت کو بہت عمدگی سے بیان کرتی ہے، اس کی شاعری میں مٹھاس ہے، نزھون کی شاعری میں فحش اور انحراف پایا جاتا ہے، حفصہ الرکونیۃ حاکم وقت عبدالمؤمن کی خواتین کی تعلیم و تربیت پر مامور تھی، اس کا بیٹا اس کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے لیکن شاعرہ خود وزیر ابوجعفر بن سعید سے محبت کرتی ہے، یہ جذبات کو برانگیختہ کرنے والے اشعار کہتی ہے اس کی شاعری میں روشن خیالی ہے، اسلوب میں جدت ہے، عشق ومحبت کا بیان ہے۔

اندلس کو اللہ تعالیٰ نے فطری حسن و جمال سے نوازا ہے، قرطبہ، غرناطہ، اشبیلیۃ اندلس کے مشہور شہر ہیں جو فطری محاسن سے مالا مال ہیں، اندلس کے شعراء اور شاعرات نے اپنی شاعری میں فطری محاسن کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے، چوتھی صدی میں کم ہی شعراء ایسے ہیں جنہوں نے فطری محاسن پر شاعری کی ہے، فطری محاسن کو بیان کرنے والوں میں سب سے نمایاں نام ابن خفاجۃ کا ہے، پھر ابن الزقاق ہے، فطری محاسن بیان کرنے والے دیگر شعراء میں سے ابن حمدیس، معتمد ابن عباد،، ابوعبداللہ محمد بن غالب البلنسی الرصافی ابوالحسن محمد بن سفر، عبدالغفار بن ملیح الدوری ہیں۔

موشحات عربی ادب میں ایک جدید فن ہے، یہ ایک مخصوص وزن پر منظوم کلام کا نام ہے، موشحات کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اوزان وقوافی کی آزادی ہے، اس میں جدید اوزان وقوافی پیش کئے گئے ہیں جو روایتی قصائد کے قوافی کو نظر انداز کر دیتے ہیں، موشحات کے شعراء میں سے چند نام یہ ہیں: ابوبکر عبادۃ بن ماء السماء عبادۃ القزاز، ابن لبانۃ، اعمی التطیلی، ابن البقی، ابن باجۃ وغیرہ، ہر موشح کی بناوٹ اور ترکیب میں بنیادی طور پر سات اجزاء شامل ہوتے ہیں: ۱۔ مطلع یا مذہب ۲۔ دور ۳۔ سمط ۴۔ قفل ۵۔ بیت ۶۔ غصن ۷۔ خرجۃ ، موشحہ میں شاعر عامی الفاظ بھی استعمال کیا کرتے ہیں بلکہ بعض عجمی الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں، موسیقیت موشحات کی خاص پہچان ہے، موشحات کے اندر تفنن اور صنعت زیادہ پائی جاتی ہے موشحات میں الفاظ کی تزئین وآرائش اور اوزان وقوافی کی کثرت ہوتی ہے اور اس میں معانی میں سطحیت پائی جاتی ہے، موشحات کہنے والے شعراء میں سے بعض یہ ہیں: ابراہیم بن اسہل الاسرائیلی، وزیر شاعر کاتب لسان الدین بن الخطیب، یحی بن بقی القرطبی، اعمی تطیلی، ڈاکٹر ابو

بکرمحمد بن زُھر، وزیر کاتب شاعر ابوجعفر احمد بن سعید، ابوالحسین بن مسلمۃ، ڈاکٹر ادیب ابوالحجاج یوسف بن عتبۃ اشبیلی، ابوعبداللہ بن زمرک وغیرہ۔

زجل عامی شاعری کو کہتے ہیں، زجل کہنے والوں میں سب سے نمایاں نام ابوبکر محمد بن عیسی بن عبدالملک بن قزمان الاصغر کا ہے، زجل کے میدان میں اس کا رتبہ بہت بلند ہے، دیگر زجل کہنے والے شعراء میں سے احمد بن الحاج، ابن غرلہ، ابن جحدر اشبیلی، ابوزید الحداد البکازور البلنسی، ابوعبداللہ محمد بن حسون الحلا، ابوعمرو الزاھد، ابوبکر الحصار، ابوعبداللہ بن خاطب، ابوبکر بن صارم اشبیلی اور حسن بن ابی نصر الدباغ ہیں، آخر الذکر نے زجل میں بہت سے قصائد کہے، زجل کہنے والے شعراء نے اپنی شاعری میں صنعت لفظیہ کا استعمال زیادہ کیا ہے، زجل کہنے والے شعراء نے زیادہ تر طبعی محاسن اور شراب کے بارے میں گفتگو کی ہے، زجل کی ساخت موشحات کی طرح فصیح شاعری کی ساخت سے مختلف ہے،، لیکن موشحات کے مقابلہ میں اس میں بہت کم فرق پایا جاتا ہے۔

اندلس میں شعر گوئی کا ایک اہم موضوع اسلامی بحریہ ہے، مشرق میں سب سے پہلے جنگی کشتیوں کے اوصاف بیان کرنے والا مسلم بن ولید ہے جس نے بحری جنگ کے دوران کشتیوں کے اوصاف بیان کئے، جنگی جہاز کی تعریف میں مسلم بن ولید کا قصیدہ بہت عمدہ ہے، ابن ھانی، لسان الدین بن الخطیب، ابن حمدیس وغیرہ شعراء نے اندلسی بحریۃ کے اوصاف اپنے اشعار میں بیان کئے ہیں، اندلس میں معتصم بن صمادح کے پاس بہت بڑا جنگی بحری بیڑہ تھا، جس نے اسلامی بحریہ کی تاریخ میں بہت بڑا کردار ادا کیا، اس کی ایک جنگ بہت مشہور ہے، شاعر ابن حداد نے اس جنگ کے حالات بیان کئے، ابن حمدیس اندلس کے ان شعراء میں سے ہے جو وصف بیانی پر اچھی قدرت رکھتا ہے، اس نے اپنے اشعار میں جنگی کشتیوں کے اوصاف بیان کئے ہیں۔

شاعر عبداللہ بن الفرج الیحصبی نے اندلس کے شہر طلیطلہ کے سقوط کا تذکرہ اپنی شاعری میں کیا ہے، بلنسیۃ شہر اندلس کے خوبصورت اور ترقی یافتہ شہروں میں سے تھا، جب اس کا سقوط ہوا تو اس پر ابن خفاجۃ، ابن اختہ ابن الزقاق البلنسی، الرصافی وغیرہ نے اپنے اشعار میں غم وحسرت کا اظہار کیا، سب سے زیادہ مشہور قصیدہ جو سقوط اندلس پر کہا گیا ہے، قصیدۃ نونیۃ ہے، جو ابوالطیب صالح بن شریف الرندی نے کہا ہے۔

اندلسی نثر میں سب سے نمایاں عنصر وہ سرکاری فرامین ہیں جو محررین لکھا کرتے تھے، سرکاری فرامین اور خطوط لکھنے والوں میں ابن المنذر، ابن جھور، ابن بسیل، ابن فطیس، ابن ابی عامر اور مصحفی قابل ذکر نام ہیں، کتابت کا ایک قدیم نمونہ وہ تحریر ہے جسے عبدالرحمٰن اول نے سلیمان بن الاعرابی کے نام لکھوایا تھا، آگے چل کر کتابت کے فن میں ماہرین کی تعداد زیادہ پائی جاتی ہے، جیسے ابن برد الاکبر، عبدالملک بن ادریس الجزری، ابن دراج القسطلی، ابن شھید، ابن حزم، حناط، ابن حیان المؤرخ، ابن زیدون وغیرہ، دیوانی تحریروں کی قبولیت کے زمانے میں ابن الجزیری، ابن البرد الاکبر اور ابن الدراج وغیرہ ابن المقفع، سھل بن الھارون اور جاحظ کے انشائیۃ سے زیادہ متأثر نظر آتے ہیں۔

ادبی کتابوں میں سے ایک العقد الفرید ہے، اس کے مصنف احمد بن عبدربہ ہیں، ابن عبدربہ کی نثر تکلفات سے پاک سادہ نثر ہے، یہ رواں اور واضح ہے، اس میں اقتباسات کی کثرت ہے، دوسری اہم کتاب ابن الشھید کی رسالۃ "التوابع والزوابع" ہے، اس کا دوسرا نام "شجرۃ الفکاھۃ" بھی ہے،، تیسری اہم ادبی کتاب طوق الحمامۃ ہے،، اس کے مصنف امام ابن حزم الاندلسیؒ ہیں، سب سے مشہور کاتب ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی (م ۴۵۶ھ) ہیں، روایت ہے کہ انہوں نے چار سو تالیفات چھوڑی ہیں، سب سے مشہور تالیفات: الفصل فی الملل والاھواء والنحل، الاحکام فی اصول الاحکام، جمھرۃ الانساب، لاناسخ والمنسوخ، المحلی طوق الحمامۃ وغیرہ ہیں۔

اندلس کے بعض ادیبوں نے نثر نویسی میں قصہ کا بڑا اہتمام کیا ہے گرچہ اندلس میں جس قدر اہتمام موشحات اور قصیدوں کو ملا ہے اتنی اہمیت قصہ نویسی کو نہیں ملی، اندلس میں قصہ نویسی کرنے والوں میں سے ابو عامر بن شُھید الشاعر الکاتب الاندلسی ہے، ابو عامر نے جو قصے لکھے ہیں ان کو ''التوابع والزوابع'' کا نام دیا گیا ہے، یہ طویل قصہ ہے لیکن اس کا اکثر حصہ محفوظ نہیں رہا۔

5.19 نمونے کے امتحانی سوالات

(۱) اشبیلیہ میں شعر گوئی اور اس کی خصوصیات کا جائزہ لیجئے۔

(۲) اندلس میں فطری محاسن پر شاعری اور اس کی خصوصیات کا جائزہ لیجئے

(۳) اندلس میں موشحات کہنے والے شعراء کی ادبی کاوشوں پر خلاصہ لکھئے۔

(۴) زجل اور اس کی خصوصیات کا جائزہ لیجئے۔

(۵) اندلس میں اسلامی بحریہ اور اس پر ادبی کاوشوں کا جائزہ لیجئے۔

5.20 فرہنگ

لفظ	معنی
وادیٔ حجارۃ	ایک مقام کا نام ہے جو شہر طلیطلہ سے ذرا فاصلہ پر واقع ہے
انحراف	راہ حق سے ہٹ جانا
زہریات	پھول سے متعلق
مائیات	پانی سے متعلق
ثلجیات	برف سے متعلق
خمریات	شراب سے متعلق

5.21 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

۱۔ الادب الاندلسی موضوعاتہٗ وفنونہٗ — الدکتور مصطفیٰ الشکع

۲۔ الادب الاندلسی من الفتح الی سقوط الخلافۃ — الدکتور احمد ھیکل

۳۔ تاریخ الادب الاندلسی (عصر سیادۃ قرطبۃ) — الدکتور احسان عباس